© rasailojaraid.com

حافظ محمد مصطفیٰ راسخ☆

رسمِ عثمانی کی فنی حیثیت

رسمِ عثمانی کے توقیفی یا فقط اجتہادِ صحابہؓ ہونے کے متعلق آراء ہیں اور ان آراء پر ہر گروہ کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں۔ زیرِ نظر تحریر میں مذکورہ بالا مسئلہ کو ہر طبقہ کے موقف مع دلائل ذکر کر کے ان کا موازنہ اور پھر راجح موقف بتا دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کے متعلق ایک اہم بحث کیا صحابہ کرام کتابت املاء کے ماہر تھے اور رسم عثمانی کے توقیفی اور غیر توقیفی کی بنیاد پر بعد میں پیش نظر رکھنے والی باتیں مثلاً رسم عثمانی کی اتباع ضروری ہے یا نہیں کو دلائل سے ثابت کرنے کی سعی کی گئی اور وہ مذکورہ ترتیب سے درج ذیل ہے:

کیا رسم عثمانی توقیفی ہے؟

رسمِ عثمانی کے توقیفی یا اجتہادِ صحابہ ہونے کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ بعض علماء توقیفی کے قائل ہیں جبکہ بعض نے اسے فقط اصطلاحِ صحابہ قرار دیا ہے۔ اب ہم دونوں طرف کے دلائل ذکر کریں گے۔

قائلین عدم توقیفی کے دلائل

دلیل نمبر ۱: نبی کریم ﷺ کا یہ اعجاز ہے کہ آپؐ اُمی تھے لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾ (العنکبوت:۴۸)

''اور اے پیغمبرؐ! قرآن اترنے سے پہلے نہ تو تو کوئی کتاب پڑھ سکتا تھا اور نہ اپنے ہاتھ سے اس کو لکھ سکتا تھا۔ (کیونکہ تو اُمی تھا) اگر پڑھا لکھا ہوتا تو یہ جھٹلانے والے ضرور شبہ کرتے۔''

لہٰذا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ آپؐ نے زید بن ثابتؓ کو کتابت و املاء کے قواعد کے مطابق لکھوایا ہو۔ کیا نبی کریم ﷺ کاتبین وحی کو فرماتے تھے کہ لفظ ابراھیم کو سورہ بقرہ میں بغیر یاء جبکہ قرآن کے دیگر مقامات پر یاء کے ساتھ لکھا جائے۔

اگر تو نبی کریم ﷺ املاء مذکورہ صفت و کیفیت پر تھا، تب رسم عثمانی بلا شک وشبہ توقیفی ہے، لیکن ایسی کوئی روایت منقول نہیں ہے جس میں مذکورہ کیفیت ذکر کی گئی ہو اگر ایسی کیفیت ہوتی تو ضرور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچتی اور کسی سے مخفی نہ رہتی۔

دلیل نمبر ۲: جب زید بن ثابتؓ کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ کلمہ التابوت کی تاء میں اختلاف ہوا تو عثمانؓ نے لغت قریش کے مطابق تاء کے ساتھ لکھنے کا حکم دیا۔ اگر رسم توقیفی ہوتا تو عثمانؓ کو کہنا چاہئے تھا کہ جس کیفیت پر آپؓ (زید) کو نبی کریم ﷺ نے لکھوایا ہے، اسی پر لکھ دو یا زیدؓ خود فرماتے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کیفیت پر لکھوایا ہے۔

☆ فاضل کلیة القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دلیل نمبر۳: اگر رسم توقیفی ہوتا تو عثمانؓ کی جانب سے مختلف شہروں کی طرف بھیجے گئے مصاحف میں ایک ہی کیفیت پر ہوتا اور ان میں اختلاف نہ ہوتا۔

دلیل نمبر۴: اگر رسم توقیفی ہوتا تو امام مالکؒ اس کی صراحت فرماتے اور بچوں کے لئے غیر رسم عثمانی پر لکھنے کی اجازت نہ دیتے۔

دلیل نمبر۵: اگر رسم توقیفی ہوتا تو صحابہ کرامؓ اس کا نام 'رسم توقیفی یا رسم نبوی' رکھتے، 'رسم عثمانی' نہ رکھتے۔

قائلین توقیفی کے دلائل

دلیل نمبر۱: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:۹)

''بے شک قرآن کو ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی نگہبانی قرآن کریم کے حروف، معانی اور رسم تمام امور پر مشتمل ہے۔ اگر رسم عثمانی توقیفی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ غلط قرار پاتا ہے، جو کہ محال ہے یعنی اگر رسم عثمانی غیر توقیفی ہوتا، جس کو صحابہ کرام نے اپنی وسعت علمی سے لکھا تھا تو لازم آتا کہ لفظ رحمت، نعمت ھاء کے ساتھ اور لفظ وسوف یؤت یاء کے ساتھ اور یدع وغیرہ واؤ کے ساتھ نازل کئے گئے تھے جن کو صحابہ نے خط سے عدم واقفیت کی بناء پر جہالت میں 'تاء، حذف یاء اور حذف واؤ' کے ساتھ لکھ دیا ہے اور چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود امت اس غلطی کی پیروی کرتی چلی آئی ہے اور حروف کی کمی وزیادتی جیسے جرم کا ارتکاب کرتی رہی ہے، حالانکہ ارشاد نبویؐ ہے:

«إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى الضَّلَالَةِ» (سنن ابن ماجہ:۳۹۵۰)

''میری اُمت کبھی گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی۔''

اللہ تعالیٰ کے اس دعویٰ ﴿انا نحن نزلنا الذکر﴾ کا ابطال جب ناممکن ہو تو عدم توقیفی والا نظریہ باطل ٹھہرا اور عدمِ توقیفی کی ضد توفیقی یعنی 'توقیف نبوی' کا ہونا ثابت ہوا، لہٰذا رسم عثمانی توقیفی ہے اور یہی مطلوب ومقصود ہے۔

(تنویر البصر للضّباع:ص۱۱۰)

دلیل نمبر۲: ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (حم السجدۃ:۴۲)

''(اور بے شک قرآن عزت والی، بے نظیر اور نادر کتاب ہے) جھوٹ کا تو اس میں دخل ہی نہیں ہے نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ حکمت والے تعریف کے لائق اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔''

ایک ایسی کتاب جس میں جھوٹ کا یکسر دخل نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اپنی عقل و دانش سے لکھ دیا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہو اور زمانہ نزول وحی میں اس پر تنبیہ بھی نہ آئی ہو، لہٰذا اس آیت کا تقاضا ہے کہ رسم عثمانی توقیفی ہے اگرچہ اس میں بعض مقامات پر عظیم مقاصد کے تحت، جن سے روگردانی محال ہے۔ معروف قواعد کتابت کے خلاف لکھا گیا ہے۔ (تنویر البصر للضّباع:ص۱۱۷)

دلیل نمبر۳: ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾ (البروج:۲۱،۲۲)

''یہ قرآن (کچھ معمولی کلام نہیں ہے) بلکہ بڑی بزرگی والا ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔''

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

"إن هذا القرآن المجيد عند الله في لوح محفوظ ينزل منه ما يشاء على من يشاء من خلقه"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''بے شک یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے جو چاہتا ہے۔ اپنی مخلوق میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کردیتا ہے۔'' (تاریخ القرآن لمحمدطاهر بن عبدالقادر،ص۱۸)

مذکورہ آیت قرآنی سے معلوم ہوا کہ جو قرآن مجید لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے بعینہٖ یہی قرآن ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اس قرآن کی رسم لوح محفوظ میں مکتوب قرآن مجید کی رسم سے مختلف ہو۔ اس کا تقاضا ہے کہ رسم قرآن کو توقیفی تسلیم کیا جائے ورنہ اس کا غیر محفوظ ہونا لازم آئے گا جو محال اور باطل ہے۔

دلیل نمبر۴: حدیث رسول ہے: عن زيد بن ثابتؓ قال: كنت اكتب الوحى عند رسول اللهﷺ وهو يملى على فاذا فرغت قال: «إقرأه» فأقرؤه فان كان فيه سقط أقامه (مجمع الزوائد:۲۵۷/۸)

''حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی لکھا کرتا تھا اور آپؐ مجھے املاء کرواتے تھے، جب میں فارغ ہوجاتا تو آپؐ فرماتے: اس کو پڑھ! میں پڑھتا اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو آپؐ اسے درست کروادیتے۔''

دلیل نمبر۵: اگرچہ نبی کریم ﷺ اُمی تھے، لیکن اُمی ہونے کے باوجود آپؐ قراءۃ بھی کرتے تھے اور املاء بھی کرواتے تھے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص آپؐ کے اُمی ہونے کے باوجود املاء کروانے کے غیر معقول ہونے کا اعتراض کرے تو یہی اعتراض آپؐ کی قراءۃ اور تلاوت پر بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں (قراءۃ، کتابت) کو ایک ہی جگہ ﴿وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾ (العنکبوت:۴۸) بیان کیا ہے اور اس کا غیر عقلی ہونا ہی معجزہ ہے، کیونکہ معجزہ ماورائے عقل شئ کا نام ہے۔ اور اس آیت مبارکہ میں بھی ﴿مِن قَبْلِهِ﴾ کی ضمیر ﴿مِن كِتَابٍ﴾ کی جانب لوٹ رہی ہے کہ آپؐ اس کتاب کے نزول سے پہلے پہلے اُمی تھے۔ اس میں بھی آپؐ کا معجزہ کارفرما ہے کہ پہلے آپؐ اُمی تھے پھر ایسے علوم لائے جو ایک اُمی سے محال ہے۔ (تنویر البصر للضباع) قرآنی آیت ﴿إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾ ''اگر پڑھا لکھا ہوتا تو یہ جھوٹے ضرور شک کرتے۔'' میں بھی یہی واضح کیا گیا ہے کہ اگر آپؐ اُمی نہ ہوتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ یہ کلام اپنے پاس سے گھڑ لایا ہے۔ لیکن ایک ایسا آدمی جو اُمی ہو اور پھر ایسے علوم لے کر آئے جو ایک اُمی سے ناممکن اور محال ہوں تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خالصتاً عطیہ خداوندی (وحی الٰہی) ہے اس آدمی کی اپنی کاوش نہیں۔

معلوم ہوا کہ اُمی ہونے کے باوجود جس طرح قراءۃ آپؐ کے لئے وحی الٰہی تھی ویسے ہی املاء کروانا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تھی۔

دلیل نمبر۶: علامہ علی محمد الضباع اپنی کتاب تنویر البصر میں رقم طراز ہیں کہ:

''بعض ایسے آثار منقول ہیں جن سے محسوس ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حروف کو پہچانتے تھے اور علماء کی ایک جماعت کا یہی میلان ہے جن میں سے ابومحمد الشیبانی، ابوذر الهروی اور ابوالولید الباجی قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

- ابن ابی شیبہ وغیرہ سے مروی ہے: ''مامات رسول الله حتى كتب و قرأ''
  ''نبی کریم ﷺ نے وفات سے پہلے لکھا اور پڑھا۔''
- ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے نبی کریم ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

«رأيت ليلة أسرى بى مكتوبا على باب الجنة الصدقة بعشر أمثالها...... »
''میں نے معراج کی رات جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔''

- ابن اسحاق کی روایت میں قصہ حدیبیہ والی حدیث میں مذکور ہے۔ "فأخذ رسول الله الكتاب فكتب: هذا ما قاضى عليه محمد بن عبدالله" ''نبی کریم ﷺ نے ورق لیا اور اس پر لکھا کہ یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ دوسری روایت میں ہے: "وليس يحسن أن يكتب فكتب" ''آپ کی کتابت اچھی نہیں تھی، پس آپ نے لکھا۔'' تیسری روایت میں ہے: "فكتب بيده" ''آپؐ نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔'' اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح میں طبری اور خازن نے اپنی تفسیر میں اور یمنی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے۔
- ابوبکر النقاش نے ابو کبشہ السلولی کی روایت میں نقل کیا ہے کہ أنه قرأ صحيفةً لعيينة بن حصن وأخبر بمعناها ''نبی کریم ﷺ نے عیینہ بن حصن کا صحیفہ پڑھا اور اس کا معنی بتایا۔ اس روایت کو ابو حیان نے اپنی بحر میں نقل کیا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی کتابت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

❶ اللہ تعالیٰ نے قلم کو ان کے ہاتھ میں جاری کر دیا ہو اور قلم نے آپؐ کے قصد کے بغیر ہی لکھ دیا ہو۔

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت کتابت سکھا دی ہو جس طرح قراءۃ سکھا دی تھی۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ آپؐ سے کتابت کی روایات اگرچہ صحیح نہیں ہیں، لیکن یہ بھی کوئی بعید از قیاس نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتابت وقراءۃ دونوں کا علم عطا کر دیا ہو۔

مذکورہ اقوال و آثار سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ حروف کو پہچانتے تھے اور املاء بھی کرواتے تھے اور آپؐ کا ان دونوں (قراءۃ و کتابت) کو جاننا اُمی ہونے کے خلاف بھی نہیں ہے اور یہی کمال معجزہ ہے۔ ان دونوں (قراءۃ و کتابت) کے جاننے کے باوجود بھی نبی کریم ﷺ اُمی تھے، کیونکہ یہ علم وحی کے ذریعہ آپؐ کو حاصل ہوئے نہ کہ آپؐ نے ان علوم کو سیکھا۔

<u>دلیل نمبر ۷:</u> کتابت مصاحف میں بھی رسم کو ہی بنیاد بنایا گیا تھا ورنہ قرآن مجید دلوں میں پہلے سے ہی محفوظ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس موجود صحف پر اعتماد کیا جو حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں لکھے جا چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق نے ان صحف کو لکھواتے وقت رسم کو ہی بنیاد بنایا تھا اور زید بن ثابتؓ اس وقت تک کچھ قبول نہیں کرتے تھے جب تک دو گواہ اس پر گواہی نہ دے دیتے۔ شیخ محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی اپنی کتاب تاريخ القرآن وغرائب رسمه وحكمه میں رقم طراز ہیں: "كان زيد لا يقبل من أحد شيئا حتى يشهد شهيدان" ''حضرت زیدؓ دو گواہوں کی گواہی کے بغیر کچھ قبول نہیں کرتے تھے۔''

حضرت زیدؓ گواہیاں اس لئے تلاش کرتے تھے تاکہ وجوہ قراءات کو مکمل کر سکیں اور اس کتابت کو دیکھ سکیں جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس کی تھی۔

حافظ ابن حجرؒ ان دو گواہوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وكان المراد بالشاهدين شاهد الحفظ الكتابة" (فتح الباری ج۹، ص۱۵)

''دو گواہوں سے مراد حفظ اور کتابت کے گواہ ہیں۔''

امام سخاویؒ فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"المراد أنهما يشهدان على ان ذلك المكتوب كتب بين يدى رسول الله ﷺ"(جمع القرآن للروحی ص ۷)''اس سے مراد یہ ہے کہ دو گواہ یہ گواہی دیں کہ یہ لکھا ہوا حصہ (ٹکڑا) نبی کریم ﷺ کے سامنے لکھا گیا تھا۔''

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا اور لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ تمہارے پاس جتنا بھی قرآن لکھا ہوا ہے وہ لے آؤ! چنانچہ لوگ ورق اور چمڑے وغیرہ پر لکھے ہوئے قرآن کے ٹکڑے لاتے اور حضرت عثمانؓ ان کو قسم دے کر کہتے: "أسمعت من رسول الله وهو أملأه عليك فيقول: نعم" (تاریخ القرآن وغرائب رسمه: ص ۵۰)''کیا تو نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے اور آپؐ نے تجھ کو اِملاء کروائی تھی۔ پس وہ کہتا ہاں! تب اس ٹکڑے کو محفوظ کر لیا جاتا۔''

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ عہد ابوبکر وعثمان میں بھی نبیؐ کی کروائی ہوئی کتابت و املاء (رسم) کا پورا پورا خیال رکھا گیا تھا اور نبی کریم ﷺ کا املاء کروانا عمل توقیفی ہے۔ عہد عثمانؓ میں جب اس پر مراجعت بھی کر لی گئی تو ۱۲ ہزار صحابہؓ نے اتفاق کر لیا کہ یہی معیاری اور توقیفی ہے۔ جس پر آج تک اُمت کا اجماع چلا آ رہا ہے۔

دلیل نمبر ۸: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ جب اس آیت ﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ﴾ (البقرۃ:۲۴۰) کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے اس کو مصحف میں کیوں لکھ دیا ہے؟

امیر المؤمنین عثمانؓ نے فرمایا:

"إن هذا أمر توقيفى وأنا وجدتها مثبتة فى المصحف كذلك بعدها فأثبتها حيث وجدتها"

''بے شک یہ توقیفی امر ہے، میں نے اس آیت کو اسی طرح مصحف میں لکھا ہوا پایا ہے پس میں نے بھی جہاں موجود تھی وہاں لکھ دیا۔''(ابن کثیر: ص ۶۵۸)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ اپنے اجتہاد کے بجائے توقیف نبوی پر عمل کرتے تھے جو نبی کریم ﷺ نے لکھوایا ہوا تھا اسی کو لکھ دیا اور جو حذف تھا اس کو چھوڑ دیا اور اس رسم پر لکھوایا جو نبی کریم ﷺ سے ثابت تھا۔

دلیل نمبر ۹: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إذا كتب أحدكم "بسم الله الرحمن الرحيم" فليمد الرحمن» (رواہ الدیلمی فی سندہ)

''جب تم میں سے کوئی شخص ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھے تو اس کو چاہئے کہ لفظ ''الرحمٰن'' کو لمبا کرے۔''

مذکورہ بالا حدیث نبی کریم ﷺ کا حروف کو پہچاننے اور املاء کروانے پر دلالت کرتی ہے:

دلیل نمبر ۱۰: ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے کاتب وحی حضرت معاویہؓ کو کہا:

«ألق الدواة، وحرف القلم، وانصب الباء، وفرق السين، ولا تعور الميم، وحسن الله، ومد الرحمن، وجود الرحيم، وضع قلمك على أذنك اليسرى فإنه أذكر لك۔ [وفى رواية۔ أذكر لك للملى]»

''دوات کھلی رکھو، قلم ترچھا پکڑو، باء کو کھڑا کرو، سین کو علیحدہ کرو، میم کو ٹیڑھا نہ کرو، لفظ اللہ کو خوبصورت بناؤ، لفظ الرحمٰن کو لمبا کرو، لفظ الرحیم کو عمدہ لکھو اور اپنی قلم اپنے بائیں کان پر رکھو، بے شک یہ زیادہ یاد دلانے والا عمل ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ بے شک یہ اِملاء کے لئے زیادہ یاد دلانے والا عمل ہے۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذکورہ بالا حدیث بھی آپ کے اِملاء کروانے پر دلالت کرتی ہے جس میں نہ صرف اِملاء کا ذکر ہے بلکہ حروف کی کیفیت کا بھی تذکرہ ہے کہ فلاں فلاں حروف کو ایسے ایسے لکھا جائے۔ (فتح الباری)

دلیل نمبر ۱۱:

عن زید بن ثابت:أنه كان يكره أن تكتب "بسم الله الرحمن الرحيم "ليس لها سين

(تحريم كتابة القرآن الكريم بحروف غير عربية)

''حضرت زید بن ثابتؓ بسم الله الرحمن الرحیم کی بغیر سین بسم اللہ کتابت کو ناپسند کرتے تھے۔''

'بسم اللہ' کو بلا دندانے سین لکھنے کو ناپسند کرنے کی یہی وجہ ہوسکتی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید میں اسے سین کے دندانوں کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت زیدؓ غیر قرآن میں بھی رسم توقیفی کو ہی ترجیح دیتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۲: ڈاکٹر عبدالقیوم عبدالغفور السندی اپنی کتاب جمع القرآن الكريم في عهد الخلفاء الراشدين میں رقم طراز ہیں:

جمہور علماء کا یہی خیال ہے کہ رسم عثمانی توقیفی ہے۔ انہوں نے درج ذیل اُمور سے استدلال کیا ہے۔

① کاتبین وحی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے قرآن مجید کو لکھا اور نبی کریم ﷺ نے اس رسم کو باقی رکھا جس پر انہوں نے آپؐ کے سامنے لکھا تھا اور آپؐ کا کسی معاملہ پر زمانہ نزول وحی میں خاموش رہنا بھی ہمارے لئے حجت ہے۔ آپؐ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہی رسم درست اور توقیفی ہے۔

② عہد صدیقؓ اور پھر عہد عثمانیؓ میں اسی رسم پر لکھا گیا، جس پر ۱۲ ہزار صحابہ کا اجماع ہے، کسی سے مخالفت ثابت نہیں ہے، اور ان کا اجماع ہمارے لئے واجب الاتباع ہے۔

③ اُمت نے اسی رسم کی اتباع کی، اور کتابت مصاحف میں اسی کو ہی معیار بنایا، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا، لیکن کسی سے مخالفت نقل نہیں کی گئی۔

دلیل نمبر ۱۳: شیخ محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی اپنی کتاب 'تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ' میں رقم طراز ہیں:

''قرآن مجید ہم تک تواتر قطعی، سند صحیح کے ساتھ عدول سے عدول تک طبقہ بعد طبقہ پہنچا ہے جو قراءۃ سماع اور رسم سب کو شامل ہے۔''

قائلین عدم توقیف کے دلائل کا جائزہ

ذیل میں رسم عثمانی کو اجتہاد صحابہ قرار دینے والوں کے پانچ دلائل کا علمی، تحقیقی اور تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا اور آغاز میں مذکور پانچوں دلائل کا ایک ایک کر کے موازنہ کیا جائے گا۔

دلیل نمبر ۱ کا جائزہ: آپؐ کے اُمی ہونے کا جواب قائلین توقیف کی ۵ نمبر دلیل میں مذکور ہے جبکہ حضرت زید بن ثابت کی روایت سے اِملاء کروانے اور حضرت معاویہؓ و انسؓ کی حدیثوں سے اِملاء کروانے اور حروف کی کیفیت بیان کرنے کی حالت بھی معلوم ہوتی ہے۔

دلیل نمبر ۲ کا جائزہ: رسم عثمانی میں حضرت عثمانؓ کی طرف نسبت کرنا مجازاً ہے، ورنہ وہ توقیف ہے حتیٰ کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاکتبوہ بلغة قریش کا مصداق صرف ایک کلمہ التابوت بنا، لیکن (عمومی دلائل کی بنیاد پر بالآخر) اسے بھی توقیف حاصل ہوئی۔

دلیل نمبر۳ کا جائزہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لکھے ہوئے صحف میں ایک ہی جگہ قراءات کی تمام وجوہ مکمل لکھی ہوئی تھی جو حضرت عثمانؓ نے مختلف مصاحف میں مختلف رسم کے ساتھ وجوہ قرأت کو سامنے رکھتے ہوئے لکھوایا جو درحقیقت اختلاف نہیں بلکہ ہر قراءت کی رسم کو علیحدہ علیحدہ لکھنا ہے جو پہلے سے حضرت ابوبکر کے صحف میں موجود تھی۔

دلیل نمبر۴ کا جائزہ: ہمیں چاہیے کہ ہم مکمل مصحف اور چھوٹے چھوٹے قطعات لکھنے میں بھی فرق کریں۔ مکمل مصحف کی کتابت میں رسم عثمانی کی اتباع کرنا واجب اور ضروری ہے جبکہ ایک آیت یا آیت کا کچھ حصہ لکھنے میں بھی اتباع رسم عثمانی اقرب الاحتیاط ہے، لیکن اس کے بغیر لکھنا بھی جائز ہے۔ (جمع القرآن الکریم فی عہد الخلفاء الراشدین للسندی)

دلیل نمبر۵ کا جائزہ: رسم عثمانی میں حضرت عثمانؓ کی طرف نسبت مجازاً ہے جو صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کے حکم پر لکھوائے گئے مصاحف کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کا نام ''رسم عثمانی'' رکھ دیا اگر وہ اس کا نام، رسم توقیفی یا رسم نبوی بھی رکھ دیتے تو کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ (تنویر البصر للضباع)

ترجیح: مذکورہ دلائل کی رو سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ رسم عثمانی توقیفی ہے نہ کہ اصطلاح صحابہ۔ واللہ اعلم بالصواب

متعلقاتِ رسمِ عثمانی

کیا صحابہ کرامؓ کتابت جانتے تھے

صحابہ کرامؓ کے کتابت جاننے کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔

- بعض کا خیال ہے کہ صحابہ کرامؓ رسم اور اِملاء کے قواعد سے ناواقف و نابلد تھے۔ جس کی سب سے بڑی دلیل کتابت مصحف عثمانی ہے جو معروف قواعد اِملاء کے خلاف ہے یہ نظریہ رکھنے والوں میں امام ابن خلدون سرفہرست ہیں جو اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ اس غیر متمدن دور میں کتابت ابھی نابالغ تھی اور منتشر نہیں ہوئی تھی، اپنے ابتدائی مراحل میں تھی۔ (تاریخ القرآن و غرائب رسمه و حکمه)
- دیگر علماء کے نزدیک صحابہ کرامؓ کتابت جانتے تھے اور کتابت و اِملاء کے قواعد سے بخوبی آگاہ تھے۔

شیخ محمد طاہر بن عبدالقادر اپنی تاریخ القرآن وغرائب ورسمه وحکمه میں رقم طراز ہیں۔

تین دلائل کی بنیاد پر ہمارا عقیدہ جازم ہے کہ صحابہ کرامؓ کتابت و اِملاء کے قواعد سے بخوبی واقف وآگاہ تھے۔

① امام آلوسی اپنی تفسیر 'روح المعانی' میں لکھتے ہیں:

صحابہ کرامؓ رسم الخط میں پختہ اور وصل وقطع وغیرہ کے اعتبار سے کتابت و املاء کے قواعد جاننے والے تھے، لیکن قرآن مجید میں بعض مواقع پر کسی حکمت کی بناء پر ان قواعد کی مخالفت کی گئی ہے۔

② یہ بات بھی مخفی نہیں ہے کہ صحابہ کرام نہایت اہم امور میں بادشاہوں اور امراء کو خطوط لکھتے اور ان کے خطوط کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب دیتے اور باہمی تجارت کے عقود و معاہدات خود لکھتے تھے اگر ان کے مذکورہ رسائل وعقود معروف قواعد املائیہ کے خلاف ہوتے تو ضرور التباس اور قصورِ فہم کا اندیشہ پیدا ہوجاتا، لیکن تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ موجود نہیں ہے کہ کتابت کی غلطی کی وجہ سے کوئی معاملہ ملتبس ہوا ہو۔

دارالکتب العربیہ مصر میں ابھی تک صحابہ کرامؓ کی تحریریں موجود ہیں جو قواعد کتابت واملاء کے موافق ہیں ان میں خلاف قواعد کوئی چیز نہیں ہے۔

③ خط کوفی عراق کے دوشہروں حیرۃ اور الانبار کی طرف سے حجاز پہنچا اور ان دونوں شہروں میں یہ خط یمن سے آیا۔ صحابہ کرامؓ خط کوفی میں کتابت کیا کرتے تھے جو قدیم عربی خط حمیری کی فرع ہے اور خط حمیری یمن میں منتشر اور معروف تھا۔ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ خط حمیری جو خط عربی کی اصل ہے، کے قواعد وضوابط نہ ہوں۔ بلکہ خط حمیری سے ہزاروں سال پرانے خط الھیر، خط غلیفی، خط الفینیقی اور السریانی جیسے خطوط کے قواعد محفوظ ہیں۔ جنہیں خطوط میں تخصص کرنے والے حضرات جانتے ہیں۔

④ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ مکہ میں سب سے پہلے حرب بن امیہ نے کتابت کو داخل کیا، اس نے اپنی تجارت کے دوران بشر بن عبدالملک سمیت کئی افراد سے سیکھا، پھر ان دونوں (حرب بن امیہ اور بشر بن عبدالملک) سے مکہ کے کئی افراد نے کتابت سیکھی۔ دیکھئے: (تاریخ القرآن الکریم وغرائب رسمه وحکمه)

⑤ اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: کیا ابتدائیہ کے طلبہ اپنی مدت تعلیم میں اپنے خط اور املاء کو پختہ کرلیتے ہیں یا نہیں؟ خصوصاً ایسے طلبہ جن کو معاصرین نے موھوبون (اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے) کا لقب عطا کیا ہو۔

تو اس کا جواب یہی ہے کہ خط واملاء کی جدت وپختگی کے لئے یہ مدت کافی ہے جس کا مدارس ابتدائیہ میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، اور پھر ایسے ذہین اور عقل مند طلبہ جن کے مانیٹر حضرت زید بن ثابتؓ تھے جنہوں نے سریانی زبان ۱۵ یا ۱۷ دنوں میں سیکھ لی تھی، کیا ایسے ذہین اور کتابت کے پختہ شخص سے غلطی کے ارتکاب کا گمان کیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً جب وہ عہد نبوی سے لے کر عہد عثمانی تک کتابت کرتے چلے آئے ہوں؟ معاملہ واضح ہے۔ لہٰذا صحابہ کرامؓ کی جانب خط سے ناواقفیت، بدویت اور عدم تمدن کی نسبت کرنا غیر مناسب ہے۔ (جمع القرآن الکریم فی عهد الخلفاء الراشدین للسّندی)

اعتراض: جب صحابہ کرامؓ قواعد کتابت و اِملاء سے واقف تھے۔ تب انہوں نے خلاف قواعد کیوں لکھا؟

جواب: یہی وہ معاملہ ہے جس پر عقلیں حیران ہیں اور کبار علماء نے اس کا کوئی حل نہیں بتایا، اس وجہ سے صحابہ کی طرف جہالت منسوب کی گئی۔ (تاریخ القرآن الکریم و غرائب رسمه وحکمه)

میرے خیال کے مطابق یہ جہالت یا ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ توقیف ہونے کی وجہ سے ہے جیسے نبی کریم ﷺ نے لکھوایا تھا ویسے ہی لکھ دیا گیا اور عظیم مقاصد کے تحت قواعد کتابت و املاء کے خلاف لکھا گیا۔ (راقم)

اعتراض: نحو وصرف (گرائمر عربی) کے قواعد تو علماء کوفہ وبصرہ نے لکھے ہیں۔

جواب: اس میں کوئی انکار نہیں کہ قواعد علماء کوفہ وبصرہ نے مرتب کئے ہیں، لیکن انہوں نے قواعد اپنے پاس سے نہیں گھڑ لئے بلکہ لغت عرب کو سامنے رکھتے ہوئے قواعد کو مرتب کیا ہے، کیونکہ پہلے زبان ہوتی ہے پھر اس کے قواعد مرتب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کئے جاتے ہیں نہ کہ پہلے قواعد مرتب کئے جائیں۔(تاریخ القرآن الکریم وغرائب رسمه وحکمه)

اتباع رسم عثمانی کا وجوب

قائلین عدم وجوب:

کتابت مصاحف میں اتباع رسم عثمانی کے وجوب سے متعلق علامہ الدمیاطی اپنی کتاب اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الأربعة عشر میں شیخ عزبن عبدالسلام کا قول نقل کرتے ہیں۔

''آج کل پہلے رسم الخط پر مصاحف کی کتابت کرنا جائز نہیں ہے، تاکہ جاہلوں کی طرف سے تغییر کا خطرہ نہ رہے۔'' (تاریخ القرآن و غرائب رسمه)

بعض مؤرخین نے رسم عثمانی کو اصطلاح صحابہ قرار دیتے ہوئے مخالفت رسم عثمانی کو جائز قرار دیا ہے جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ رسم عثمانی کی اتباع فقط پہلے زمانہ میں ضروری نہیں تھی، اب نہیں ہے۔(تنویر البصر للضباع)

جواب: مذکورہ تمام آثار واقوال نا قابل قبول ہیں۔ کیونکہ اس سے علم رسم کو بتدریج ترک کرنا لازم آتا ہے اور ایک ایسی چیز جس کو سلف ثابت کر چکے ہیں جہالت کی رعایت کرتے ہوئے چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ قراءات کے بنیادی ارکان میں سے ہو۔ علاوہ ازیں اس سے قراءات قرآنیہ اور علوم الاداء کے ضیاع کا اندیشہ بھی ہو۔ (تنویر البصر للضباع)

قائلین وجوب

کتابت مصاحف میں اتباع رسم عثمانی کے بارے میں جمہور، علماء اور آئمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے کہ رسم عثمانی کی اتباع کرنا واجب ہے اور اس ''مجمع علیہ'' رسم کو چھوڑ کر معروف قواعد کتابت و املاء کے مطابق لکھنا حرام ہے۔ جس کے متعلق درج ذیل اقوال وارد ہیں:

- امام بیہقیؒ شعب الایمان میں فرماتے ہیں:
جو شخص مصحف لکھنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسم عثمانی کی حفاظت کرے اور اسی پر لکھے، اس کی مخالفت کرے اور نہ ہی اس میں کوئی ردوبدل کرے، کیونکہ وہ لوگ ہم سے زیادہ عالم، دل و زبان کے سچے اور امانت دار تھے، ہمیں ان سے زیادہ بڑا عالم ہونے کی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔(تنویر البصر للضباع)
- امام جعبریؒ وغیرہ نے ائمہ اربعہ سے رسم عثمانی کے واجب الاتباع ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔
- شیخ صالح علی العود نے اپنی کتاب "تحریم کتابة القرآن الکریم بحروف غیر عربیة، مطبوع لوزارة الشئوون الاسلامیه بالسعودیة" میں اتباع رسم عثمانی کے وجوب پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔

امام مالکؒ

امام سخاویؒ اپنی سند کے ساتھ امام مالکؒ سے نقل کرتے ہیں کہ

''اُن سے سوال کیا گیا، اگر کوئی شخص مصحف لکھنا چاہتا ہو تو کیا وہ جدید قواعد کتابت و املاء پر لکھ سکتا ہے؟ امام مالکؒ نے جواب دیا: میں اس کو جائز نہیں سمجھتا، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ پہلی رسم (رسم عثمانی) پر ہی لکھے۔''

امام سخاویؒ فرماتے ہیں کہ ''امام مالکؒ نے جو کہا ہے وہی حق ہے، کیونکہ اسی میں پہلی حالت کی حفاظت و بقاء ہے۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابوعمرو دانیؒ فرماتے ہیں کہ ''علماء اُمت میں سے کسی نے بھی امام مالک کی مخالفت نہیں کی۔''

امام احمدؒ

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

کتابت واؤ، یاء، الف وغیرہ میں رسم عثمانی کی مخالفت حرام ہے۔

احناف

''المحیط البرهانی فی فقه الحنفیة'' میں مکتوب ہے:

رسم عثمانی کے مطابق مصحف لکھنا ہی زیادہ مناسب عمل ہے۔

شافعیہ

فقہ شافعی کی کتاب المنهاج کے حواشی میں لکھا ہے:

کلمۃ الربٰو اواؤ اور الف کے ساتھ لکھا جائے گا جیسا کہ رسم عثمانی میں مکتوب ہے جبکہ یاء اور الف کے ساتھ نہیں لکھا جائے گا، کیونکہ اس کی رسم سنت متبعہ ہے۔

استاذ عبدالرحمٰن بن القاضی المغربی فرماتے ہیں:

''رسم عثمانی کے علاوہ کسی اور رسم میں لکھنا جائز نہیں ہے اور رسم عثمانی کے عامۃ الناس کو سمجھ نہ آنے کی علت نا قابل قبول ہے کیونکہ اُمت کے ہر فرد پر واجب ہے کہ وہ قرآن مجید کو رسم عثمانی کے مطابق سیکھے اور پڑھے اور کسی شخص کا رسم عثمانی کے خلاف لکھنا مردود ہے کیونکہ رسم عثمانی کے واجب الاتباع ہونے پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے۔'' (تنویر البصر للضباع)

صاحب فتح الرحمٰن فرماتے ہیں:

''رسم عثمانی میں جہاں الف ہے وہاں الف لکھنا، جہاں کلمہ متصل ہے وہاں متصل اور جہاں منقطع ہے وہاں منقطع لکھنا، جہاں تاء ہے وہاں تاء کے ساتھ اور جہاں هاء ہے وہاں کے ساتھ لکھنا واجب ہے اور جو شخص رسم عثمانی کی مخالفت کرے گا وہ گناہگار ہے۔'' (تنویر البصر للضباع)

قاضی عیاضؒ کی کتاب الشفاء میں مکتوب ہے:

''مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ جو کچھ دو گتوں کے درمیان (الحمدلله رب العالمین) سے لے کر (من الجنة والناس) تک ہے وہ قرآن ہے، اللہ کی کلام اور وحی ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل کی گئی۔ اس میں جو کچھ موجود ہے وہ سب برحق ہے، جو شخص جان بوجھ کر اس میں کمی یا زیادتی کرے، وہ کافر ہے۔

ان کی تائید ان کے شارحین نے بھی کی ہے۔ جن میں سے ملا علی قاری اور الشهاب الخفاجی قابل ذکر ہیں (دونوں کبار علماء حنفیہ میں سے ہیں) کہ قرآن میں زیادتی یا کمی کفر ہے۔ خواہ وہ حرفاً ہو، کتابۃً ہو یا قراءۃً ہو۔ (تنویر البصر للضباع)

امام بغویؒ اپنی کتاب شرح السنة میں فرماتے ہیں:

''جس مصحف پر معاملہ ثابت ہو چکا ہے وہ نبی کریم ﷺ کے آخری عرضات کے مطابق ہے جس کو حضرت عثمانؓ نے مصاحف میں لکھوانے کا حکم دیا اور باقی قطعات کو ختم کرا دیا جس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ لہٰذا جو کلمہ بھی رسم عثمانی کے خلاف ہو گا وہ منسوخ تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا کسی کے لئے بھی اس رسم سے ہٹ کر کچھ لکھنا جائز نہیں ہے۔'' (تحریم کتابة القرآن بحروف غیر عربیة)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

- شیخ صالح علی العود اپنی کتاب تحریم كتابة القرآن بحروف غير عربية میں لکھتے ہیں:

✷ چند امور کی بنیاد پر اتباع رسم عثمانی واجب ہے۔ ✷ اِقرار الرسول (نبی کریم ﷺ کی تائید)

✷ آپؐ نے خود اِملاء کروائی۔ ✷ اجماع صحابہؓ

✷ عہد تابعین وائمہ مجتہدین میں اجماع اُمت۔

- سعودی عرب کی مجلس هيئة كبار العلماء سے، رسم عثمانی کو چھوڑ کر جدید قواعد تحریر کے مطابق قرآن لکھنے سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

جواب: صحابہ کرامؓ و آئمہ سلف کی اتباع اور تحریف سے کتاب اللہ کی حفاظت کرتے ہوئے مجلس کبار العلماء کے نزدیک رسم مصحف کو رسم عثمانی کے مطابق باقی رکھنا ضروری ہے اور جدید قواعد اِملاء وتحریر کے موافق کرنے کے لئے رسم عثمانی کو بدلنا جائز نہیں ہے۔ (واللہ الموفق)

- مجلس فقہی الاسلامی لندن اور مجلس وزارۃ العدل۔ دارالافتاء، جمہوریہ مصر العربیہ نے بھی مجلس ھیئۃ کبار العلماء کے فتویٰ کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں بہت سی ہیئات اسلامیہ ومجالس علمیہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (مزید تفصیلات کے لئے شیخ صالح علی العود کی کتاب تحريم كتابة القرآن بحروف غير عربية ملاحظہ فرمائیں)

- شیخ محمد طاہر بن عبدالقادر اپنی کتاب تاریخ القرآن میں ہی لکھتے ہیں:

بعض کلمات میں قواعد کتابت و اِملاء کے خلاف لکھے جانے کے باوجود رسم عثمانی کی اتباع واجب ہے، اسی لئے محاورہ مشہور ہے:

«خطان لايقاس عليهما خط المصحف وخط العروض»

''دو خطوط پر قیاس نہیں ہوسکتا، خط مصحف اور خط عروض''

- اگر قرآن مجید قواعد کی رو سے لکھا جائے تو قواعد ہر زمانہ میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان میں ارتقاء کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لہٰذا قرآن بازیچہ اطفال بن جائے گا۔

- اگر رسم عثمانی سے ہٹ کر لکھنے کی اجازت دے دی گئی تو دشمنان اسلام لغت عربیہ سے ہٹ کر دوسری لغات انگلش، اردو وغیرہ میں بھی لکھنے کی کوشش کریں گے اور اعجاز القرآن کی فصاحت و بلاغت والی اصل روح ختم ہوجائے گی۔

اعتراض: مصحف عثمانی میں نقطے، اعراب، ترقیم آیات اور رکوع واحزاب واجزاء کے نمبر نہیں تھے۔ لہٰذا اتباع رسم عثمانی میں ان کو آج بھی حذف کردینا چاہیئے۔

جواب: جب عرب وعجم کا اختلاط ہوا تو تصحیف اور التباس کے خطرہ سے بچنے کے لیے حجاج بن یوسف کے دور میں یہ کام کیا گیا۔ درحقیقت یہ کام ''جوہر حروف'' میں داخل نہیں ہے بلکہ قراءات صحیحہ پر دلالت کرنے کیلئے فقط 'علامات' ہیں۔

اِتباع رسم عثمانی کے فوائد

✷ **شکل اور حروف میں اصل پر دلالت:**

مثلاً اصل کے اعتبار سے حرکات کو حروف کی شکل پر لکھنا، جیسے: "وإيتائ ذى القربىٰ، سأوريكم، ولأوضعوا" یا الف کے بدلے میں واؤ لکھنا جیسے "الصلوٰة، الزكوٰة"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

* **بعض فصیح لغات پر دلالت:**

جیسے ھاء تانیث کو قبیلہ 'طی' کی لغت میں تاء مجرورۃ اور قبیلہ ہذیل کی لغت میں بلا جازم حذف یاء مضارع سے لکھنا جیسے "یوم یات لاتکلم نفس"

* **بعض کلمات میں وصل و قطع کے ساتھ مختلف فوائد کا حصول:**

جیسے 'أم من یکون'، 'أمن یمشی سویا' اگر 'اَم' کو 'مَنْ' سے علیحدہ لکھا جائے تو 'بل' کا معنی دیتا ہے۔

* **ایک رسم کے ساتھ لکھے ہوئے لفظ سے مختلف قراءات کا حصول:**

مثلاً 'وما یخدعون إلا أنفسھم' اور 'وتمت کلمت ربك' میں اگر پہلے لفظ کو 'یخادعون' لکھا جاتا تو 'یخدعون' کی قراءت فوت ہوجاتی اور دوسرے لفظ میں 'کلمات' لکھا جاتا تو 'کلمت' مفرد کی قراءت فوت ہوجاتی۔

* محافظ عمدہ علوم کی عظمتِ شان کو سامنے رکھتے ہوئے تلاوت کا حق ادا کرنا۔
* عامۃ الناس کو اسلاف اور کتابت کی ابتدائی کیفیت سے متعارف کروانا۔

☆ ...... ☆ ...... ☆

© rasailojaraid.com